پائیدار ہے۔ اور یہ اس وقت تک بانگ دہل منکرین کی چھاتیوں پر مونگ دلتا رہے گا، جب تک سورج چمکتا رہے گا۔ آپ ﷺ ہی کی نبوت کے طفیل پچھلی تمام نبوتوں کی صداقت اور پچھلی تمام کتابوں کی حقانیت ثابت ہوگئی، ورنہ تحریف شدہ کتب سابقہ کسی فرد کو راہ راست دکھانے سے عاجز آ جاتیں۔ ﴿**وانزلنا الیک الکتٰب بالحق مصدقا لما بین یدیه من الکتٰب ومهیمنا علیه**﴾ (المائدۃ:٤٨)

''اور ہم نے آپ کی طرف یہ کتاب نازل فرمائی جو اپنی سے اگلی کتابوں کی تصدیق کرنے والی اور ان پر نگران بھی ہے۔''

یعنی پچھلی کتابوں میں تحریف وتغیر ہوئی ہے، اس لئے قرآن ہی کا فیصلہ حق اور باطل میں فرق کا تنہا معیار ہے۔

تہجد کی ایک نورانی دعائے نبوی

''اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوراً وَّفِیْ بَصَرِی نُوراً وَّفِیْ سمعی نُوراً وَّ عن یَمِیْنِی نُوراً وَّ عَنْ یَّسارِی نُوراً وَّ فوقی نُوراً وَّ تحتِی نُوراً وَّ اَمَامِی نُوراً وَّ خَلْفِی نُوراً وَّ اجْعَلْ لِی نُوراً وَّ اجعل فی عَصَبِی نُوراً وَّ فی لَحْمِی نُوراً وَّ فی دَمِی نُوراً وَّ فی شَعْرِی نُوراً وَّ فی بَشَرِی نُوراً [بخاری ١١/ ١٢٠، مسلم ٦/ ٤٥، والترمذی] **اللهم اجْعَلْ فی عِظَامی نُوراً وَّ فِیْ قَبْرِیْ نُوراً''** [الترمذی]

ترجمہ:

اے اللہ! میرے دل کو نور سے بھر دے اور میری آنکھوں میں نور دے اور میرے کانوں میں نور عطا فرما، اور میرے دائیں، بائیں، اوپر، نیچے، آگے، پیچھے نور ہی نور کر دے۔ اور مجھے خوب نور عنایت فرما اور میرے پٹھوں میں نور بھر دے اور میرے گوشت میں اور خون میں نور ڈال دے اور بالوں اور جلد میں نور ڈال دے۔ اے اللہ! میری ہڈیوں میں نور سمیٹ دے اور میری قبر کو منور کر دے''۔

(**اللهم**! ربِ کعبہ کے حضور رحمۃ للعالمین ﷺ کی سرگوشیاں)

قرآن پاک کی حقانیت

ابو محمد عبدالوہاب خان

ذہنی و دماغی صلاحیت سے بہرہ ور انسانوں میں خیالات ونظریات کا اختلاف بشریت کا تقاضا اورفطرت کا شاخسانہ ہے۔جن کے قلوب واذہان خواہشاتِ نفسانی اورضد و ہٹ دھرمی سے پاک ہوں،نیتوں میں فتور نہ ہو،ان کے مابین ہر اختلاف کا حل اسلام کے دامن میں موجود ہے۔

رفع اختلاف اور وحدت ملی کا قرآنی فارمولا

﴿ یایھا الذین اٰمنوا اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم فان تنازعتم فی شیٔ فردوہ الی اللّٰہ و الی الرسول ان کنتم تؤمنون باللّٰہ و الیوم الاخر ذلک خیر و احسن تاویلا ۞ ﴾[النساء/٥٩]

"**ایمان والو!** اللہ کی اطاعت کرو اور رسول ﷺ کی اطاعت کرواورتم میں سے اختیاروالوں کی بھی ، پھراگرتمہارے درمیان کسی چیز میں اختلاف ہوجائے تو اسے اللہ تعالی اوراس کے رسول ﷺ کی جانب لوٹاؤ،اگرتمہیں اللہ تعالی پراورقیامت کے دن پرایمان ہو۔یہی بہتر ہےاورانجام کار کےلحاظ سےبھی نہایت عمدہ ہے۔"

اس نورانی آیت کی بعض ضیا پاشیاں درج ذیل ہیں:

[۱] اللہ تعالی اوراس کےرسول ﷺ کی اطاعت کاحکم مستقل ہے۔اسی لیے ﴿**الرسول**﴾ ﷺ کےساتھ بھی ﴿**اطیعوا**﴾ کالفظ مکرر آیا ہے۔

[۲] (اولو الامر) یعنی **اختیار واقتدار والوں** یا **علم واجتہاد والوں** کی اطاعت کاحکم مستقل نہیں ، بلکہ قرآن و حکمت کے تابع ہے۔اس لیے یہاں ﴿ **اطیعوا** ﴾کالفظ الگ نہیں لایا گیا۔لہٰذا ان کاقول وفعل بذات خودحجتِ شرعی نہیں اورغلط حکم دینے کی صورت میں ان کی اطاعت جائزنہیں۔

[۳] (اولو الامر) کے لیے ﴿**منکم**﴾ کی قید لگائی گئی ہے۔پس قرآن وسنت کا کوئی منکر مسلمانوں کا اولی الامر (حاکم یا مجتہد)نہیں بن سکتا۔

[۴] اہلِ ایمان کے درمیان اختلاف کا ہونا عین ممکن ہے، آپس میں بھی اوراولو الامر کے ساتھ بھی۔اس سے اولو الامر کی عدمِ عصمت بھی واضح ہوتی ہے۔

[۵] اختلاف کی صورت میں ہر مؤمن پرفرض ہے کہ حق وصداقت کی تلاش کے لیے احکامِ الٰہیہ وفرامینِ نبویہ یعنی قرآنِ کریم اورحدیثِ نبوی کی طرف رجوع کرے۔اورکتاب وحکمت سے جو پہلو حق ثابت ہو، بلا چون و چرا تسلیم کرے۔

[٦] اختلاف کا حل قرآن وسنت سے حاصل کرنا عملی طور پر بہت مناسب ہے، اور یہ آخرت کے علاوہ دنیا میں بھی انجام کے لحاظ سے بہتر ہے۔ اور مسلمان کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ کار بھی نہیں۔

اللہ رب العزت کے ان نورانی احکامات کی تعمیل ہی دراصل کلمہ طیبہ "لا اِلٰہ اِلا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللّٰہِ" ﷺ کا لازمی تقاضا ہے۔ انسان، اللہ کے سوا کسی کو بھی عبادت و ریاضت اور خوف و رجا کا مستحق، حاجت روا اور مشکل کشا نہ مانے، اور اللہ وحدہ لاشریک کے فرستادہ پیغمبر حضرت محمد ﷺ کو اللہ کے دین کا اصلی خادم اور واحد شارح تسلیم کرے۔ نہ اللہ کے سوا کسی کی بندگی کرے، اور نہ اس بندگی کی بجا آوری میں اس کے آخری نمائندے محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات سے سَر مو انحراف کرے۔ بلکہ اسی ایک ہی ہستی کو تا قیامت اسوۂ حسنہ مانے اور اس کی کامیاب ترین و محفوظ ترین رسالت کے بعد کسی اور کو مستقل واجب الاطاعت ہرگز نہ مانے۔

اسی کی سیرت کتابِ الٰہی کی الٰہی تشریح ہے، اسی کو کہیں **اسوۂ حسنہ**، کہیں **حکمت** اور کہیں **سنت** کا نام دیا گیا ہے۔ یہی تمام اصحاب کرامؓ کا نصب العین اور یہی ائمہ اہلِ بیتؑ کا اصولِ بندگی اور یہی امت اسلامیہ کے لیے مشعلِ راہ ہے۔

کاش امتِ مسلمہ اس اصول پر متفق ہوجاتی تو وحدتِ ملی کی وہ بے پناہ قوت پھر ابھر آتی، جس نے اسلام کی دھاک چہار دانگِ عالم میں بٹھائی تھی، یہی طاقت آج بھی ایوانہائے کفر میں زلزلہ برپا کرسکتی ہے، اگر اس سادہ و برحق عقیدے پر اتفاقِ ملی وجود میں آتی تو ﴿**و قل جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا** ۞﴾ [بنی اسرائیل/ ٨١] کے دلکش مناظر سے ظلم وستم میں پستی ہوئی دہشت زدہ دنیا بقعۂ نور اور جنت نظیر بن جاتی۔

لیکن صد حیف انسانیت کے ازلی دشمن ابلیس کی چیرہ دستیوں پر جس نے نہ صرف **نبی معصوم** ﷺ کے **اسوۂ حسنہ، حکمتِ عملی** اور **سنتِ مطہرہ** پر بعض کو متفق نہ ہونے دیا۔ بلکہ خیر القرون کے بعد سے آج تک اپنے چیلوں (شیاطین الانس) کے ذریعے گاہے بگاہے دین کے اصلِ اول، امتِ اسلامیہ کے مجمع علیہ قرآن مجید فرقانِ حمید میں بھی اختلاف کا فتنہ کھڑا کر کے امتِ مسلمہ کے دلوں کو ٹھیس پہنچانے کا شوق پورا کررہا ہے۔ اور جب بھی شیاطین الانس یہ فتنہ برپا کرتے ہیں تو قومِ محمد ﷺ کے مختلف گروہ نمایاں ہوجاتے ہیں:

[١] امت مسلمہ کی عظیم ترین اکثریت اس پر سراپا احتجاج بن کر سوزشِ دل کا برملا اظہار کرتی ہے۔

[٢] ایک چھوٹا سا فتنہ پرور گروہ اس موقع کو غنیمت جان کر بدنیتوں کی پشتیبانی پر کمربستہ ہوجاتا ہے۔

[٣] ایک اور طبقہ فتنہ باز گروپ کو یو ٹرن لینے پر مجبور کر کے عام مسلمانوں کو وقتی طور پر مطمئن کرنے اور خود سیاسی وسماجی مفادات سمیٹنے کی کوشش کرتا ہے۔

عصر حاضر میں بھی یہی ڈرامہ رچایا جارہا ہے۔ اب کی باران کی اہم ترین دلیل یہی ہے کہ "**یہ اختلاف جدید نہیں، قدیم ہے**"۔

اس اختلاف کے سیاق وسباق پر غور کیا جائے تو درج ذیل حقائق سامنے آتے ہیں:

[۱] ابلیسِ لعین اپنے لاؤلشکر سمیت رب ذوالجلال کی محفوظ کردہ قرآن مجید میں ایک حرف یا نقطے کی کمی بیشی کرنے اور کرانے سے عاجز رہا ہے اور بے بس رہے گا۔

[۲] اس نے متبادل راستے کے طور پر عشقِ مصطفیٰ ﷺ کا دم بھرنے والوں میں سے ایک گروہ کو فضیلتِ دروغ گوئی کا قائل کر کے، ان کے ذریعے امتِ مسلمہ کی بعض محترم شخصیتوں، خاص طور پر ائمہ اہل بیت رحمۃ اللہ علیہم سے متعدد اختلافی روایات منسوب کرانے میں کامیابی حاصل کی۔

آج جس روایت کی بنیاد پر صحابہ کرامؓ، قرآن پاک اور خود حضرت حیدر کرارؓ پر بہتانِ عظیم باندھ کر یہ فتنہ کھڑا کیا گیا ہے، اس کی سند میں ایک راوی ابو جعفر محمد بن الحسین بن سعید الصائغ الكوفي ہے۔

اردبیلی نے کہا: كوفي يتزل في بني ذهل، ضعيف جداً، قيل انه غالٍ، مات ۲۹۶ھ (جامع الرواة ۲/۱۰۰)

سید ھاشم معروف کا بیان ہے: من الضعفاء المتهمين بالغلو (الموضوعات فی الآثار و الاخبار ص: ۲۲۹)

مزید کہا: انه ضعيف جداً ومتهم بالغلو المنافي لاصول الاسلام۔ (دراسات فی الحدیث ص: ۱۹۵)

[۳] یہ روایتیں خیر القرون کے بعد تصنیف شدہ بعض کتابوں میں پائی جاتی ہیں، جن پر گہرا علم رکھنے والے اسنادی حیثیت کو پرکھ کر ائمہ اہلِ بیتؒ سے ان کی نسبت کا بطلان واضح کر چکے ہیں۔ ان علماء میں محمد بن بابويه القمي، السيد شريف مرتضى، الشيخ طوسي اور ابو علي فضل بن الحسن طبرسي نمایاں ہیں۔

پس جس طرح یہ اختلاف "قدیم" ہے، اسی طرح اس کا بطلان بھی زمانہ قدیم سے اہلِ علم کے ہاں معروف چلا آرہا ہے۔

[۴] امت مسلمہ کے پاس حقانیتِ قرآنی کے شرعی دلائل سے قطعِ نظر بھی یہ مسلمہ اصولی قاعدہ چلا آرہا ہے کہ متواتر روایات کے مقابلے میں آنے کی صورت میں آحاد روایات پر عمل ہی جائز نہیں ہوتا، علم یقینی کا حصول تو دور کی بات ہے۔

[۵] قرآن پاک نہ صرف متواتر طور پر امت میں مسلسل چلا آرہا ہے، بلکہ اس کے ایک ایک حرف کی صحت اور اس میں کمی بیشی کے عدمِ امکان پر امت اسلامیہ کا اجماع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مستشرقین اسلام سے بے پناہ عداوت اور اس راہ میں جہد پیہم کے باوجود ان روایات باطلہ کے سہارے حفاظتِ الٰہی کے اس قلعے کو مسمار کرنے میں خائب و خاسر رہے ہیں۔

[٦] قرآن پاک کے حصارِ الٰہی پر حملے کا خواب دیکھنے والے "مصحف علی ؑ" کے نام سے ایک ایسے قرآن کی آس لگائے بیٹھے ہیں، جس میں بغضِ صحابہ سے بھرپور دلوں کے لیے سکون کا سامان ہو۔ اسی لیے یہ گروہ آج تک ۳۱۳ مخلصین کی جماعت تیار نہ کرسکی ہے۔

درحقیقت حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی کتابتِ وحی کے شرف سے مشرّف اس جماعت کے ایک اہم رکن ہیں، جس نے جناب رسالت مآب ﷺ کی زیرنگرانی کتابت قرآن مجید کی ذمہ داری ادا کی تھی۔ لہذا یہ انتہائی ناممکن ہے کہ ان کے تحریر کردہ مصاحف میں کوئی لفظی، معنوی اختلاف یا فرق ہو۔

[۷] حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اگر دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تحریر کردہ مصاحف سے ادنیٰ سا اختلاف بھی ہوتا تو آپ کی

جرأتِ ایمانی اور غیرت اسلامی ہرگز ان کی موافقت ومتابعت کو گوارا نہ کرتی ، جبکہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے پیارے فرزندوں کو وصیت کرتے ہوئے خصوصی طور پران سے عقیدت واحترام کی تاکید فرمائی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے تحریر فرمایا:

"اللّٰہَ اللّٰہَ في اصحابِ نبیکم ، فان رسول اللّٰہ ﷺ اوصیٰ بھم" [البدایة و النھایة ۳۲۷/۷۔ بیروت]

یعنی: "اپنے پیغمبر ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے متعلق ہر دم اللہ کا خوف کرتے رہو، کیونکہ تمہارے نبی ﷺ نے ان سے متعلق خاص وصیت فرمائی ہے۔"

[۸] یوں تو حقانیت قرآن جیسا ایمان افروز موضوع کسی بھی مسلمان کو چین سے بیٹھنے نہیں دیتا، اصحاب کرامؓ کی مقدس جماعت کا تو ایک ایک فرد جذبہ ایمانی کے سلسلے میں ساری امت کے لیے مشعل راہ ہے، اگر بالفرض حضرت علی رضی اللہ عنہ کو قرآن پاک کی عبارت کے بارے میں دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی اختلاف ہوتا تو حیدر کرار، اسد اللہ الغالب، فاتح خیبر، علی مرتضی رضی اللہ عنہ ہرگز کسی مصالحانہ رویہ کا تصور بھی نہ کرتے ، بلکہ فتح وشکست کے عواقب سے بالکل ہی بے نیاز ہوکر اپنی جان ہتھیلی پر رکھ لیتے ، سر پر کفن باندھ لیتے اور میدانِ وغا میں کود پڑتے۔ جبکہ آپ رضی اللہ عنہ کو خلافت کے مسئلے میں اختلاف ہوا تو دومرتبہ میدان کارزار گرم ہوا جو کہ تاریخ اسلام کا نہایت لرزہ خیز باب ہے۔

[۹] جس وقت امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عنان خلافت سنبھالی، تب بھی انہوں نے اپنے پیشرو خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کی سیرت کو مشعلِ راہ بنائے رکھا اوران کے نقشِ قدم سے سرِ مو بھی انحراف نہ کیا۔

[۱۰] جنگ جمل اور صفین جیسے خونریز واقعات سے بڑھ کر نا اتفاقی ونا چاقی کا کیا تصور ہو سکتا ہے؟! ان رونگٹے کھڑے کر دینے حالات میں بھی کہیں سے ایک دوسرے پر کسی حدیث کی روایت میں بھی غلط بیانی کا الزام تک نہیں لگایا گیا، قرآن پاک میں اختلاف تو دور کی بات ہے۔ تاریخ اس بارے میں کسی ضعیف یا باطل روایت تک کے پیش کرنے سے عاجز ہے۔

اگر غور کیا جائے تو یہی ایک بات نہ صرف قرآن پاک بلکہ حدیث نبوی پر بھی اس دور کے تمام اہل اسلام کے اتفاق واجماع پر دلالت کے لیے کافی ہے۔

ان تمام حقائق اور عقلی وتاریخی شہادتوں کے باوجود قرآن مجید کے بارے میں اس قسم کا فتنہ کھڑا کرنا، اور بعض لوگوں کا اس اختلاف کو "قدیم" قرار دے کر حمایت کرنا کسی طور بھی اسلام کی خدمت شمار نہیں کیا جا سکتا۔

سرِ دست ہم جملہ اہل اسلام کو دعوت دیتے ہیں کہ اس اختلاف کی جدت وقدامت کے چکر میں پڑنے کے بجائے مذکورہ بالا قرآنی فارمولے کے مطابق اصل مسئلے کے حل کی طرف توجہ دیں۔

قرآن پاک لوحِ محفوظ میں انتہائی محفوظ ہے

﴿**وانه فی ام الکتٰب لدینا لعلی حکیم**۞﴾ [سورة الزخرف/٤]

"اور بیشک یہ ہمارے ہاں اصل کتاب (لوح محفوظ) میں یقیناً بلند مرتبہ اور حکمت والی ہے"۔

﴿**بل ھو قراٰن مجید**۞**فی لوح محفوظ**۞﴾ [البروج/٢١-٢٢]

''بلکہ یہ بڑی شان والا قرآن ہے۔لوح محفوظ میں (لکھا ہوا)''۔

لوح محفوظ کی نگہداشت

﴿**كلا انها تذكرة۞فمن شاء ذكره۞فى صحف مكرمة ۞ مرفوعة مطهرة۞ بايدى سفرة۞ كرام بررة۞**﴾[سورة عبس/١١-١٦] (منکرین کا یہ خیال) ''ہرگز درست نہیں، بے شک یہ ایک نصیحت ہے۔جو چاہے اس سے نصیحت حاصل کرے۔پرعظمت صحیفوں میں۔بلند و بالا اور پاک صاف۔ایسے پیغام رسانوں کے ہاتھ میں، جو محترم اور پاک باز ہیں۔''

اسے پاکباز ہستیوں کے سوا کوئی نہیں چھوتا

﴿**لا يمسه الا المطهرون ۞**﴾[سورة الواقعة/٧٩]''اسے پاکیزہ ہستیوں کے علاوہ کوئی چھوتا ہی نہیں''

اللہ رب العزت کے اس خصوصی اہتمام میں اہل اسلام کو بھی تنبیہ ہے کہ اس کے ادب و احترام میں ہرگز کوتاہی نہ کریں، ہر طرح اس کی تعظیم و توقیر کا خیال رکھیں،اور اس کو ہاتھ لگانے سے پہلے باوضو ہونے کا اہتمام کریں۔

وحی کی ترسیل کے وقت حفاظت کا انتظام

﴿**علم الغيب فلا يظهر علىٰ غيبه احدا۞الا من ارتضىٰ من رسول فانه يسلك من بين يديه و من خلفه رصدا۞ليعلم ان قد ابلغوا رسلٰت ربهم و احاط بما لديهم و احصىٰ كل شئ عددا۞**﴾''وہی غیب دان ہے، وہ اپنے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا، سوائے اس پیغمبر کے جسے وہ (وحی کے لیے) پسند کرلے، اس صورت میں اس کے آگے پیچھے پہرے دار مقرر کرتا ہے۔تاکہ ان کے رب کے پیغام کو صحیح طور پر پہنچا دینے کا بخوبی علم ہو جائے۔اسی نے تمام چیزوں کا شمار کرکے احاطہ کر رکھا ہے۔''

[سورة الجن/٢٦-٢٨]

وحی لانے والا فرشتہ نہایت طاقتور ہے

﴿**علمه شديد القوىٰ۞ذو مرة فاستوىٰ ۞و هو بالافق الاعلىٰ ۞**﴾

''اسے بھرپور قوت والے (فرشتے) نے تعلیم دی ہے۔جو خوب طاقت والا ہے۔تب وہ آسمان کے بلند کنارے پر کھڑا ہوگیا۔''

[سورة النجم/٥-٦]

وحی پر مأمور فرشتہ مکرم اور امانت دار ہے

﴿**انه لقول رسول كريم۞ذى قوة عند ذى العرش مكين۞مطاع ثم**

امین ۞ ﴾[سورۃ التکویر/۱۹۔۲۱] "یقیناً یہ محترم پیغامبر کا کہا ہوا ہے، جو قوت والا اور عرش والے (اللہ پاک) کے نزدیک بلند مرتبہ والا ہے۔ جس کی وہاں (آسمانوں میں) اطاعت کی جاتی ہے، جو نہایت امانت دار ہے۔"

نزولِ وحی کیلیے آسمان کی خصوصی حراست

﴿و انا لمسنا السماء فوجدناها ملئت حرسا شدیدا و شهبا۞ وانا کنا نقعد منها مقاعد للسمع فمن یستمع الاٰن یجد له شهابا رصدا۞ و انا لا ندری ا شر ارید بمن فی الارض ام اراد بهم ربهم رشدا۞﴾ [الجن/۸۔۱۰]

(جنات نے کہا): "اور بیشک ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو اسے سخت پہرہ داروں اور تیز شعلوں سے پُر پایا۔ اس سے قبل ہم (فرشتوں کی باتیں) سننے کے لیے آسمان میں کئی جگہ بیٹھا کرتے تھے، اب جو بھی کان لگائے وہ ایک شعلے کو اپنی تاک میں پاتا ہے۔ ہم بالکل نہیں جانتے کہ (اس سخت انتظام کے پس پردہ) زمین والوں کے ساتھ کسی بدسلوکی کا ارادہ کیا گیا ہے، یا ان کا پروردگار ان کو ہدایت دینے کا ارادہ کر چکا ہے۔"

در اصل پروردگارِ عالم نے روئے زمین کے باسیوں کے ساتھ نہ صرف ہدایت کا، بلکہ اپنی آخری، دائمی اور مکمل ترین و محفوظ ترین ہدایت نامے کا اپنے محبوب ترین بندے، رحمۃ للعالمین ﷺ پر نازل فرمانے کا ارادہ کر لیا تھا۔

اسی لیے آسمانوں سے لے کر زمین میں قلبِ محمد ﷺ تک انتہائی سخت حفاظتی اقدامات کر لیے تھے، تاکہ منزلِ مقصود تک پہنچتے پہنچتے کسی کاہن یا ساحر تک اس کی بھنک بھی نہ پڑ سکے۔ اور قیامت تک کسی کو اس کی صداقت و حقانیت میں کلام کرنے کا موقع نہ ملے، اور اس کے اولین امانت داروں کا ایمان و یقین پختہ و تابندہ ہو کر یہ امانت ملتِ اسلامیہ تک مکمل وثوق اور مضبوط اعتماد سے پہنچ سکے۔

وحی کی صحت و صداقت پر مکمل یقین

﴿فاوحیٰ الیٰ عبده ما اوحیٰ۞ ما کذب الفؤاد ما رایٰ۞﴾ [سورۃ النجم/۱۰۔۱۱]

"پس اس نے اپنے بندے کی طرف جو وحی کرنی تھی کر دی۔ جو کچھ اس نے دیکھا اسے دل نے جھوٹ نہ سمجھا۔"

قرآن کسی اور کی طرف سے ہو ہی نہیں سکتا

﴿و ما کان هذا القراٰن ان یفتریٰ من دون الله و لکن تصدیق الذی بین یدیه و تفصیل الکتٰب لا ریب فیه من رب العٰلمین۞﴾ [سورۃ یونس/۳۷]

"اور یہ قرآن ایسا نہیں کہ اللہ کے بغیر اسے گھڑ لیا گیا ہو، بلکہ یہ تو اس سے پہلی کتابوں کی تصدیق اور تفصیلی کتاب ہے، جس کے بارے میں کوئی شک نہیں کہ جہانوں کے پالنہار کی طرف سے ہے۔"

قرآن پاک میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں

﴿ذلک الکتب لا ریب فیه هدی للمتقین۝﴾[سورة البقرة/٢]

''اس کتاب میں کسی شک کی ہرگز گنجائش نہیں، پرہیز گاروں کے لیے ہدایت ہے۔''

﴿تنزیل الکتب لا ریب فیه من رب العلمین۝﴾[سورة السجدة/٢]

''اس کتاب کا اتارنا، جس میں کوئی شک نہیں، جہانوں کے پروردگار کی طرف سے ہے۔''

قرآن پاک سمجھنے کے لیے آسان ہے

﴿ولقد یسرنا القرآن للذکر فهل من مدکر۝﴾[سورة القمر/١٧،٢٢،٣٢،٤٠]

''یقیناً ہم نے قرآن کو سمجھنے کے آسان کر دیا ہے، پس ہے کوئی نصیحت لینے والا!؟''

﴿افلا یتدبرون القرآن ام علیٰ قلوب اقفالها۝﴾[سورة محمد/٢٤]

''کیا یہ لوگ قرآن مجید میں غور ہی نہیں کرتے یا ان کے دلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں؟''

میرا پیغام ہدایت ہے، جہاں تک پہنچے

﴿و اوحی الی هذا القرآن لانذرکم به و من بلغ﴾[سورة الانعام/١٩]

''اور میری طرف یہ قرآن پاک وحی کیا گیا ہے، تا کہ میں تمہیں اس کے ذریعے (اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے انجام سے) ڈراؤں اور جس کسی تک یہ قرآن پہنچے (وہ بھی اسی طرح لوگوں کو ہدایت دے)''

یہاں تک قرآن پاک کی حفاظت سے متعلق جو کچھ بیان ہوا، اس میں اللہ پاک کی طرف سے مخلوق کی رہنمائی کے لیے نازل کردہ دیگر کتابیں اور صحیفے بھی شریک ہیں، جو اپنے اپنے دور میں مقررہ حدودِ زمانی و مکانی کے لیے اتارے گئے تھے۔

اسی لیے ان کی حفاظت کا ذمہ نبی زمان اور اس کی امت کے علماء وصلحاء کے اوپر ڈال دیا گیا تھا۔

عام کتب سماویہ کی حفاظت کے ذمہ دار

تورات وغیرہ آسمانی کتابوں کی حفاظت انبیاء علیہم السلام، علمائے دینؒ اور صالحینؒ کے ذمے تھی:

﴿انا انزلنا التوراة فیها هدی و نور یحکم بها النبیون الذین اسلموا للذین هادوا و الربانیون و الاحبار بما استحفظوا من کتب الله و کانوا علیه شهداء﴾[سورة المائدة/٤٤]

''یقیناً ہم نے تورات نازل فرمائی جس میں ہدایت اور نور ہے۔ یہودیوں میں اللہ تعالیٰ کے فرمان بردار پیغمبر، ان کے اللہ والے اور علماء اسی کے مطابق فیصلے کیا کرتے تھے، کیونکہ انہیں اللہ کی کتاب کی حفاظت کا حکم دیا گیا تھا، اور اس پر گواہ تھے۔''

ختمِ نبوت اور اس کے ثمرات

رب ذوالجلال نے تمام جہاں والوں پر رحمت کی برکھا برساتے ہوئے اپنے محبوب ترین رسول ﷺ کو سب سے آخر میں

مبعوث فرمایا اور آپ ﷺ کو دیگر معجزات و براہین کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کا زندہ جاوید اور عظیم ترین معجزہ بھی عطا فرمایا:

﴿**ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللّٰہ و خاتم النبیین و کان اللّٰہ بکل شیٔ علیما**۞﴾[سورۃ الاحزاب/٤٠] ''حضرت محمد ﷺ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں، لیکن اللہ کے رسول اور آخری نبی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کا بخوبی جاننے والا ہے''۔

آپ ﷺ اور آپکی امت کے خصوصی فضائل

﴿**و اذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما آتیتکم من کتٰب و حکمۃ ثم جاء کم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ و لتنصرنہ قال ا اقررتم و اخذتم علیٰ ذٰلکم اصری قالوا اقررنا قال فاشھدوا و انا معکم من الشٰھدین**۞﴾[سورۃ ال عمران /٨١] ''جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام سے پکا وعدہ لیا کہ میں جب تمہیں کتاب اور حکمت سے نوازوں، پھر تمہارے پاس وہ رسول آئے جو تمہاری کتاب و حکمت کی تصدیق کرنے والا ہو، تو تمہیں ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور اس کی مدد کرنی پڑے گی۔ فرمایا: کیا تم سب اس کا اقرار کر کے اس پر میرا ذمہ قبول کر چکے؟ سب نے کہا: ہم نے اقرار کیا۔ فرمایا: اب تم گواہ رہو، اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہی دینے والوں میں شامل ہوں''۔

اس آیت میں ﴿**رسول مصدق**﴾ سے مفسرین کی ایک معتدبہ جماعت نے حضرت محمد ﷺ مراد لیا ہے، بعض قرائن سے اس کی تائید بھی ہوتی ہے۔ اور اس آیت سے درج ذیل مسائل معلوم ہوتے ہیں:

[١] حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا مرتبہ و درجہ اللہ پاک کے نزدیک تمام انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کے مجموعی رتبے سے بھی بڑھ کر ہے۔ جبھی تو رب کریم نے تمام انبیاء و جملہ رسولوں سے یہ عہد لیا تھا کہ اگر موقع میسر آیا تو اپنی نبوت کی بساط لپیٹ کر، اپنی رسالت کو منسوخ مان کر، رحمۃ للعالمین و خاتم النبیین ﷺ کی اطاعت ہی کا دم بھریں گے۔

[٢] آپ ﷺ کی شریعت تمام پچھلی شریعتوں کی ناسخ اور سب سے اشرف و اعلیٰ ہے۔

[٣] قرآن پاک کی فضیلت دیگر تمام کتبِ سماویہ سے بڑھ کر ہے۔

[٤] امتِ محمدیہ کی قدر و منزلت تمام امتوں سے زیادہ ہے۔

[٥] شریعتِ اسلامیہ کو منسوخ کرنے والا کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا۔ بلکہ یہی آخری نبی کی آخری شریعت ہے۔

[٦] شریعتِ محمدیہ زمان و مکان کے حدود اور قیود سے بالاتر عالمی و دائمی طریق ہدایت ہے۔

اس عالمگیر اور ابدالاباد تک زندہ و پائندہ رہنے والی شریعت کے بنیادی مصادر دو ہیں: کتاب اور حکمت، یعنی: قرآن کریم اور حدیث نبوی۔ اس کا عموم و دوام ختم نبوت کا تقاضا کرتی ہے اور ختم نبوت کا جزوِ لا ینفک کتاب و حکمت کی بقا و دوام ہے، جس کے بغیر حکمت الہیہ ﴿**ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ و**

لو کرہ المشرکون ﴾[سورة التوبة/٣٣، سورة الصف/٩] کی تکمیل وتحصیل ہرگز ممکن نہیں تھی۔اسی لیے اللہ احکم الحاکمین نے اپنی حکمت کاملہ اور رحمتِ واسعہ سے کتاب الٰہی کی حفاظت کسی پیغمبرؑ،صحابیؓ، امامؒ، فقیہؒ، مجتہدؒ اور مفسرؒ کے سپرد نہ فرمائی بلکہ بذات خود اپنے ذمے لے لیا۔اور اپنی پکی گارنٹی کے ساتھ اپنے محبوب بندوں کو اس کی خدمت کرنے کی توفیق سے سرفراز فرمایا پس کوئی ظالم اس میں دست اندازی کرسکتا ہے، اور نہ کوئی عادل اس کا تصور ہی کرسکتا ہے۔ گزشتہ سوا چودہ سو سالوں کی تاریخ گواہ ہے کہ مختلف ادوار میں اس کے مقابلے کی کوششیں بھی ہوئیں اور اس میں تحریف وتاویل کی بھی۔لیکن اللہ عزوجل کی ضمانت نہ ٹوٹنی تھی نہ ٹوٹی۔﴿**لا یاتیه الباطل من بین یدیه و لا من خلفه تنزیل من حکیم حمید**۞﴾ [سورة حم السجدة/٤٢] ''اس میں باطل شامل نہیں ہوسکتا، نہ اس کے آگے سے اور نہ پیچھے سے۔یہ نہایت حکمت والے اور تعریف والے (اللہ جل جلالہ) کی طرف سے نازل شدہ ہے''۔

پس اسے باطل سے آلودہ کرنے کا خواب دیکھنے والے ناکام ونامراد رہ گئے، اور اسے ناحق قرار دینے والے خود بطلان و خذلان سے دوچار ہوئے، ہو رہے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ و للہ الحمد

امت اسلامیہ کتاب الٰہی کی وارث ہے

﴿**ثم اورثنا الکتب الذین اصطفینا من عبادنا فمنهم ظلم لنفسه و منهم مقتصد و منهم سابق بالخیرات باذن اللہ ذلک هو الفضل الکبیر**۞﴾

[سورة فاطر/٣٢] ''پھر ہم نے اپنے بندوں میں سے ان کو کتاب الٰہی کا وارث بنایا جنہیں ہم نے پسند فرمایا، ان میں سے بھی بعض تو (گناہ کرکے) اپنی جانوں پر ظلم کرنے والے ہیں اور ان میں سے کچھ درمیانے درجے کے ہیں اور ان میں سے بعض اللہ تعالیٰ کی توفیق سے نیکیوں میں سبقت لے جانے والے ہیں، یہی بڑا فضل ہے۔''

قرآن پاک کی حفاظت کا ذمہ رب ذو الجلال نے خود لیا

﴿**انا نحن نزلنا الذکر و انا له لحافظون** ۞﴾[سورة الحجر/٩]

''بے شک ہم نے ہی اس نصیحت کو نازل فرمایا ہے، اور یقیناً ہم ہی اس کی حفاظت فرمانے والے ہیں۔''

اس کی حفاظت اور وضاحت اللہ تعالیٰ کے ذمے ہے

﴿**لا تحرک به لسانک لتعجل به**۞**ان علینا جمعه و قرانه**۞**فاذا قرانه فاتبع قرانه** ۞**ثم ان علینا بیانه**۞﴾[سورة القیامة/١٦-١٩]

''آپ اسے جلد یاد کرنے کے لیے اپنی زبان نہ چلائیے۔ یقیناً اس کا جمع کرنا اور اسے پڑھوانا ہمارے ذمے ہے۔ جب ہم اسے پڑھ چکیں تو آپ اس کے پڑھنے کی پیروی کیجیے۔ پھر اس کی وضاحت بھی ہمارے ذمے ہے۔''

قرآن کی تفسیر رسول اللہ ﷺ کا مقصدِ بعثت تھا

﴿وما انزلنا علیک الکتب الا لتبین لھم الذی اختلفوا فیہ و ھدی و رحمۃ لقوم یؤمنون ۞﴾ [النحل/٦٤]

"اور ہم نے اس کتاب کو آپ پر صرف اس لیے اتارا ہے کہ آپ ان کے لیے اس چیز کی وضاحت فرمائیں جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔ اور اس کو ایمان دار لوگوں کے لیے ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔"

﴿و نزلنا علیک الکتب تبیانا لکل شئ و ھدی و رحمۃ و بشری للمسلمین ۞﴾ [سورۃ النحل/٨٩] "اور ہم نے آپ پر یہ کتاب نازل فرمائی ہے، ہر چیز کی وضاحت کرتے ہوئے اور فرماں بردار لوگوں کے لیے ہدایت، رحمت اور خوش خبری بنا کر"

سادہ معروضی طریقے کا یہ بیان قلب سلیم کی دولت سے مالا مال لیکن اختلافی نظریہ رکھنے والوں کے لیے کافی وشافی ہے۔

لیکن معاذ اللہ جس کا دل و دماغ اوہام باطلہ اور وساوسِ شیطانی کی آماجگاہ ہو، وہ یقیناً یہی کہے گا کہ "جھگڑا ہی قرآن پر ہے تو دلائل قرآن کے باہر سے دینے چاہئیں، ورنہ اس سے دور لازم آئے گا"۔

اس کو مغلوب و لاجواب کرنے کے لیے علیم بذات الصدور نے اپنے کلام پاک میں مسکت اندازِ خطاب بھی اختیار فرمایا ہے، تاکہ اتمامِ حجت میں کوئی کسر باقی نہ رہ جائے۔

منکرینِ قرآن کو ربِ ذوالجلال کی طرف سے چیلنج

(ا) اصلی کلامِ الٰہی پیش کرنے کا چیلنج:

﴿قل فاتوا بکتب من عند اللہ ھو اھدیٰ منھما اتبعہ ان کنتم صدقین ۞﴾

[سورۃ القصص/٤٩] "آپ کہہ دیجئے: پس تم اللہ کی طرف سے کوئی ایسی کتاب پیش کرو جو ان دونوں (تورات اور قرآن) سے بڑھ کر ہدایت دینے والی ہو، میں بھی اسی کی پیروی کروں گا، اگر تم سچے ہوں"۔

(۲) قرآن پاک میں اختلاف اور تضاد پیش کرنے کا چیلنج:

﴿افلا یتدبرون القراٰن و لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا ۞﴾

[سورۃ النساء/ ٨٢] "کیا اب یہ لوگ قرآن میں غور وفکر نہیں کرتے؟ اگر بالفرض یہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی طرف سے ہوتا تو وہ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے"۔

اس آیت میں حقانیت قرآنی کے انکاریوں کو چیلنج دیا گیا ہے کہ قرآن مجید کی معلومات اور تعلیمات میں اختلاف ثابت کرو،

جس سے تمہارے اس گمان کو تقویت ملے کہ نعوذ باللہ یہ علیم وحکیم ذات کی طرف سے نازل کردہ نہیں ہے۔

(۳) اس کی طرح خود ساختہ کتاب پیش کرنے کا چیلنج:

﴿قل لئن اجتمعت الانس و الجن علیٰ ان یاتوا بمثل هذا القرآن لا یاتون بمثله و لو کان بعضهم لبعض ظهیرا۞﴾[سورة بنی اسرائیل/۸۸]

"آپ کہہ دیجئے: اگر تمام انسان اور جنات قرآن کی طرح (فصیح، بلیغ، معنی خیز اور رشد وہدایت سے بھرپور کلام) بنانے پر اکٹھے ہو جائیں تو اس کی طرح بنا کر نہیں لا سکیں گے، اگر چہ وہ سب ایک دوسرے کے مددگار بن کر کوشش کریں۔"

(٤) دس سورتوں کے مقابلے کا چیلنج:

﴿ام یقولون افتراه قل فاتوا بعشر سور مثله مفتریات و ادعوا من استطعتم من دون الله ان کنتم صدقین۞﴾[سورة هود/۱۳]

"کیا یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اس نے اسے گھڑ لیا ہے؟ آپ کہہ دیجئے: تم اس کی طرح گھڑی ہوئی دس سورتیں لے آؤ، اور جس قدر تم سے ممکن ہو، اللہ تعالیٰ کے سوا مشکل کشاؤں کو بھی مدد کے لیے بلاؤ، اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہوں۔"

(۵) ایک ہی سورہ کے مقابلے کا چیلنج:

﴿ام یقولون افتراه قل فاتوا بسورة مثله و ادعوا من استطعتم من دون الله ان کنتم صدقین۞﴾ [سورة یونس/ ۳۸] "کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ اسکو اس نے خود گھڑ لیا ہے؟ آپ بتا دیجئے پھر تم اس کی طرح ایک ہی سورہ لے آؤ اور اللہ کے سوا جس کسی کو تعاون کیلیے طلب کرسکو کرلو اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہوں"۔

یقینا قرآن کریم کی حقانیت میں شک کرنے والوں میں سے بہت سے لوگ حضرت محمد ﷺ کی صداقت وحقانیت کے قائل ہوں گے۔ حتیٰ کہ مشرکین مکہ میں سے بھی ایسے افراد پائے جاتے تھے۔ ان ہی سے متعلق اللہ پاک کا فرمان ہے:

﴿فانهم لا یکذبونک و لکن الظلمین بایت الله یجحدون ۞﴾[الانعام/۳۳]

"بے شک یہ آپ ﷺ کی ذات کو نہیں جھٹلاتے، لیکن یہ ظالم اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں"۔

(٦) چیلنج اور نہ بنا سکنے کی گارنٹی

﴿و ان کنتم فی ریب مما نزلنا علیٰ عبدنا فاتوا بسورة من مثله و ادعوا شهداء کم من دون الله ان کنتم صدقین۞فان لم تفعلوا و لن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودها الناس و الحجارة اعدت للکفرین۞﴾[سورة البقرة/۲۳۔۲٤]

"اور اگر تمہیں اس چیز کے بارے میں شک ہے جسے ہم نے اپنے بندے پر نازل فرمایا ہے، تو تم اس کی طرح ایک ہی سورہ لے آؤ اور اللہ کے علاوہ اپنی حاضر وناظر ہستیوں کو بھی مدد کے لیے بلالو، اگر تم سچے ہوں۔ پس اگر تم ایسا نہ کرسکو اور تم

ہرگز ایسا نہ کرسکو گے، تو اس آگ سے بچنے کا انتظام کرلو جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں، جو کفر کرنے والوں کے لیے تیار کی گئی ہے۔"

قرآن کریم کے فہم اور اس کی حقانیت کے انکار کی اصل وجہ

ابتدائے نزولِ قرآن سے آج تک ہدایتِ قرآنی سے روگردانی خواہ اس کے معانی و مفاہیم سے اعراض کی صورت میں ہو، یا خود قرآنی عبارت کی حقانیت سے انکار کی شکل میں، اس روگردانی کا بنیادی سبب یہی ہے کہ ان لوگوں نے اللہ پاک کی مخلوق میں سے بعض مقربینِ بارگاہ اولیاءِ کرامؒ اور صلحاءِ امتؒ کے ساتھ عقیدت میں غلو کر کے انہیں دنیاوی اسباب سے بے نیاز مان کر ان سے جلبِ منفعت اور دفعِ مضرت کی امیدیں وابستہ کر رکھی تھیں۔ کبھی ﴿**ما نعبدهم الا ليقربونا الى الله زلفىٰ**﴾ کے بہانے ان کی ذات کو تقربِ الٰہی کا وسیلہ گردانا۔ [الزمر/۳] اور کبھی: ﴿**هـؤلاء شفعـؤنا عند الله**﴾ کا دعویٰ کر کے انہیں دربارِ الٰہی میں بزعمِ خود نیابت و وزارت کے عہدوں پر فائز کر دیا۔ [یونس/۱۸]

پھر ان مقربینِ بارگاہِ الٰہیؒ کے نقشِ قدم پر گامزن ہو کر تقرب الی اللہ کی منزلیں طے کرنے کے بجائے ان عظیم ہستیوں کی مورتیوں، تصویروں، مقبروں اور ناموں کو قبلہ حاجات بنالیا، اور ﴿**وجدنا عليه اٰباء نا**﴾ کو اتنی مضبوط دلیل ٹھہرائی کہ اس کے برخلاف توحید کی دعوت کو ٹھکرایا، انبیاء کرام علیہم السلام کو جھٹلایا، کتب الٰہیہ کو جعلی قرار دیا، داعیانِ دینؒ کو لتاڑا اور غضبِ الٰہی کو دعوت دی۔ [سورۃ المائدہ /۱۰۴، یونس/۷۸، سورۃ لقمان/۲۱] اعاذنا اللہ

اللہ پاک کا ارشاد ہے: ﴿**و جعلنا علىٰ قلوبهم اكنة ان يفقهوه و فى اٰذانهم وقرا و اذا ذكرت ربك فى القراٰن وحـــــدهٗ ولوا على ادبارهم نفورا** ۞﴾

[بنی اسرائیل/٤٦] "اور ہم نے ان کے دلوں پر پردے تان لیے کہ اسے سمجھ سکتے، اور ان کے کانوں میں بوجھ (بہرا پن) ڈال رکھا ہے۔ اور جب آپ ﷺ قرآن مجید میں اپنے پروردگار کا ذکر اس کی وحدانیت کے ساتھ کرتے ہیں، تو وہ روگردانی کر کے پیٹھ پھیر کر بدک جاتے ہیں"۔

﴿**و اذا ذكر الله وحـــــدهٗ اشمازت قلوب الذين لا يؤمنون بالاٰخرة و اذا ذكر الـذيـن مـن دونـــه اذا هم يستبشرون** ۞﴾ [الزمر/٤٥]

"اور جب صرف اللہ اکیلے کا ذکر کیا جاتا ہے تو جنہیں آخرت پر یقین نہیں ہوتا، ان کے دل نفرت سے لبریز ہو جاتے ہیں، اور جب اللہ کے سوا دوسروں کا تذکرہ ہوتا ہے، تو فوراً ان کی باچھیں کھل جاتی ہیں"۔

قرآنی عقیدے سے اسی تصادم کی وجہ سے اہلِ باطل کتابِ الٰہی کو ماننے میں پس وپیش کرتے تھے۔اسی لیے جب اللہ پاک نے منکرین قرآن کو چیلنج دیا، تو مشرکین کے ساتھ ساتھ ان کے مزعومہ مشکل کشاؤں کو بھی دعوتِ مبارزت دی۔[دیکھئے: سورۃ ھود/۱۳،یونس/۳۸ اور البقرۃ/۲۳ -جن کا بیان گزر چکا ہے۔]

نزولِ قرآن کے بعد کسی کا عذر نہ چلے گا

﴿و ھٰذا کتٰب انزلناہ مبارک فاتبعوہ و اتقوا لعلکم ترحمون۞ان تقولوا انما انزل الکتٰب علی طائفتین من قبلنا و ان کنا عن دراستھم لغٰفلین۞او تقولوا لو انا انزل علینا الکتٰب لکنا اھدیٰ منھم فقد جاء کم بینۃ من ربکم و ھدیً و رحمۃ فمن اظلم ممن کذب بایٰت اللہ و صدف عنھا سنجزی الذین یصدفون عن اٰیاتنا سوء العذاب بما کانوا یصدفون۞﴾ [سورۃ الانعام/۱۵۵ - ۱۵۷]

''اور یہ کتاب ہے بڑی برکت والی، جسے ہم نے اتارا، پس اس کی پیروی کرو اور (اس کی مخالفت سے) ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔کہیں تم یہ نہ کہہ سکو کہ کتاب تو صرف ہم سے قبل کے دوگروہوں (یہود ونصاریٰ) پر نازل ہوئی تھی، اور ہم تو ان کی تعلیمات سے یکسر بے خبر تھے۔یا یوں نہ کہہ سکو کہ اگر ہم پر کتاب نازل ہوتی تو ان سے بڑھ کر راہ راست پر گامزن رہتے۔پس اب تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل، ہدایت اور رحمت پہنچ چکی ہے، اب اس سے بڑا ظالم کون ہوگا جو اللہ کی آیتوں کو جھٹلائے اور اس سے روکے؟!عنقریب ہم اپنی آیتوں سے روکنے والوں کو ان کے روکنے کی وجہ سے بدترین عذاب دیں گے''۔

ہر طرح سے حجتِ الٰہیہ پوری کرنے کے بعد اہلِ ایمان کے متاعِ ایمانی کی حفاظت کے لئے یہ حکم دیا:

منکرینِ قرآن کی مجلس سے بائیکاٹ شرطِ ایمان ہے

﴿و قد نزل علیکم فی الکتٰب ان اذا سمعتم اٰیٰت اللہ یکفر بھا و یستھزاً بھا فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ انکم اذا مثلھم ان اللہ جامع المنٰفقین والکٰفرین فی جھنم جمیعا ۞﴾

[سورۃ النساء/۱٤۰]

''اور تم پر کتابِ الٰہی میں یہ حکم نازل کر چکا ہے کہ جب تم اللہ پاک کی آیتوں کا انکار کرتے اور ان کا مذاق اڑاتے ہوئے سنو تو ایسے لوگوں کے ساتھ مت بیٹھو جب تک وہ دوسری (جائز قسم کی) باتیں نہ کرنے لگیں۔ورنہ **تم بھی ان ہی جیسے ہوں گے**، یقیناً اللہ تعالیٰ تمام کافروں اور منافقوں کو جہنم میں اکٹھا کرنے والا ہے''۔